اجراء: ۱۱/۵/۴۲ھ
واپسی: ۱۷/۵/۴۲ھ

(508)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتی صاحب ہم کھیتی باڑی کرنے والے لوگ ہیں زمین کے مالک نے کسان کے زمہ ان خرچہ جات کو لگادیا ہے کہ بیج* ، ھل اور محنت یہ کسان کے اوپر ہے زمین کے مالک صرف کھاد اور زہر میں آدھا حصہ دے گا اور آدھا حصہ کسان پر ہے تو کیا یہ صورت مزارعۃ کی جائز ہے یا نہیں جواب مع حوالہ عنایت فرمائیں

~~استفتاء دوسرا حصہ~~

۱/۲ مسئلہ یہ ہے کہ زمین کے مالک نے کہا کسی بندے کو کہا کہ میری زمین میں بورنگ لگا ہوا ہے لیکن میرے پاس سولر کے پیسے نہیں آپ خرچ کریں بعد میں زمین کے پیداوار سے سولر* کا آدھا خرچہ میں آپ کو دونگا اور آپ زمین میں کیلے کا باغ لگائیں اور سارا خرچہ آپ کریں پیداوار سے آدھا آپکا اور آدھا میرا یہ معاہدہ گیارہ سال کا ہوگا اب سوال یہ ہے کہ یہ مزارعت ہے یا اجارہ ہے اور جائز ہے یا ناجائز ہے اور گیارہ سال کے بعد سولر کی پلیٹیں کس کی ھیں،۔جواب مع حوالہ عنایت فرمائیں

مستفتی: محمد ریحان

واٹس ایپ: 03433468791

دار الافتاء
جامعہ اشرف المدارس کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

مفتی صاحب ہم کھیتی باڑی کرنے والے لوگ ہیں، زمین کے مالک نے کسان کے ذمہ ان خرچوں کو لگایا ہے کہ بیج، ہل اور محنت یہ کسان کے اوپر ہے، زمین کا مالک صرف کھاد اور زہر میں آدھا حصہ دے گا اور آدھا حصہ کسان پر ہے، تو کیا یہ صورت مزارعت کی جائز ہے یا نہیں؟ جواب مع حوالہ عنایت فرمائیں؟

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ زمین کے مالک نے کہا کہ میری زمین میں بورنگ لگا ہوا ہے، لیکن میرے پاس سولر کے پیسے نہیں، آپ خرچ کریں بعد میں زمین کی پیداوار سے سولر کا آدھا خرچہ میں آپ کو دوں گا اور آپ زمین میں کیلے کا باغ لگائیں اور سارا خرچہ آپ کریں پیداوار سے آدھا آپ کا اور آدھا میرا اور یہ معاہدہ گیارہ سال کا ہوگا، اب سوال یہ ہے کہ یہ مزارعت ہے یا اجارہ ہے؟ اور جائز ہے یا ناجائز ہے؟ اور گیارہ سال بعد سولر کی پلیٹیں کس کی ہیں؟ جواب مع حوالہ عنایت فرمائیں؟

المستفتی: محمد ریحان

واٹس ایپ: 0343 3468791

☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

1)۔۔۔واضح رہے کہ عقدِ مزارعت تین طرح سے کرنا جائز ہے (1) زمین ایک جانب سے ہو اور باقی اخراجات (بیج، ہل یعنی ٹریکٹر اور محنت) دوسری جانب سے ہو، (2) زمین اور بیج ایک جانب سے ہو، محنت اور ہل (ٹریکٹر) دوسری جانب سے ہو، (3) محنت ایک جانب سے ہو اور باقی زمین، بیج اور ہل (ٹریکٹر) دوسری جانب سے ہو، ان تینوں صورتوں میں پیداوار پر ہونے والا وہ خرچہ جس کا تعلق براہ راست پیداوار بڑھانے سے نہ ہو "مثلاً: کھاد اور اسپرے وغیرہ کا خرچہ" جانبین پر پیداوار میں ان کے حصوں کے بقدر مقرر کیا جاسکتا ہے اور اگر باہمی رضامندی سے کسی ایک پر یہ خرچہ مقرر کردیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، لہذا صورت مسئولہ میں مالک زمین نے بیج، ہل محنت کسان کے ذمہ لگائے ہوں اور خود صرف کھاد اور زہر میں آدھا حصہ دے تو مزارعت کی یہ صورت جائز ہے، بشرطیکہ جس کی طرف سے بیج نہ ہو (جیسا کہ صورت مسئولہ میں مالک زمین) پیداوار میں اس کے حصے کا تعین تناسب یا فیصد (مثلاً: چوتھائی، تہائی، آدھا وغیرہ) کے حساب سے کردیا جائے اور مزارعت کی مدت بھی متعین کردی جائے۔

2)۔۔۔واضح رہے کہ عقدِ مزارعت میں جس طرح مذکورہ بالا جائز صورتوں میں سے کسی صورت کا ہونا لازم ہے اس طرح مدتِ اجارہ کی تعیین اور جس کی طرف سے بیج نہ ہو پیداوار میں اس کے حصے کا تعین تناسب یا فیصد (مثلاً: چوتھائی،

دار الافتاء

تہائی، آدھا وغیرہ) کے حساب سے ہونا بھی ضروری ہے، چنانچہ صورت مسئولہ میں مالک کا اپنی زمین کاشتکار کو کیلے کی کاشت کے لیے گیارہ سال تک مزارعت پر دینا اور بیج، ہل، محنت کاشتکار کے ذمے لگانا اور کل پیداوار سے آدھا حصہ اپنے لیے خاص کرنے کا معاہدہ کرنا شرعاً درست ہے، البتہ کاشتکار کے ذمہ کسی ایسے کام وغیرہ کی شرط لگانا جس سے مالک کو عقدِ اجارہ کے بعد نفع حاصل ہوتا رہے (مثلاً: دیوار بنانا، نئے نہروں کی کھدائی اور اس زمانہ میں ٹیوب ویل لگانا وغیرہ) تو اس سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ مذکورہ زمین میں ٹیوب ویل (بورنگ) پہلے سے لگا ہوا ہے (جیسا کہ سوال میں مذکور ہے) اور سولر پلیٹوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے اس لیے کاشتکار کا پلیٹیں لگانا شرعاً درست ہے، البتہ مالک کا عقدِ مزارعت کرتے وقت سولر پلیٹوں میں کاشتکار کے ساتھ شرکت کا معاملہ کرنا اور یہ کہنا کہ "میرے پاس سولر کے پیسے نہیں آپ خرچ کریں بعد میں زمین کی پیداوار سے سولر کا آدھا خرچہ میں آپ کو دوں گا" یہ "صفقة فی صفقة" (ایک سودا میں دوسرا سودا کرنا) کے زمرے میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے (کیونکہ اس سے مزارعت اور شرکت دونوں ایک عقد میں جمع ہو رہے ہیں) البتہ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ شروع میں مالک کاشتکار کے ساتھ صرف مزارعت کا معاملہ ہی طے کرلے اور کاشتکار اپنی طرف سے بلا شرکت سولر پلیٹیں لگالے، پھر بعد میں مالک کاشتکار کو باہمی رضامندی سے سولر پلیٹوں کا آدھا خرچہ دے کر کاشتکار کے ساتھ ان میں شریک ہو جائے تو اس طرح کرنے سے "صفقة فی صفقة" کی خرابی دور ہو کر معاملہ درست ہو جائے گا اور اجارہ ختم ہونے پر ہر ایک اپنے اپنے حصے کے بقدر سولر پلیٹوں کا مالک ہو گا۔

"للمسئلة الاولی"

کما فی الشامیه (278/6) مط: ایچ-ایم سعید

(وكذا) صحت (لو كان الأرض والبذر لزيد والبقر والعمل للآخر) أو الأرض له والباقي للآخر (أو العمل له والباقي للآخر) فهذه الثلاثة جائزة (وبطلت) في أربعة أوجه (لو كان الأرض والبقر لزيد، أو البقر والبذر له والآخران للآخر) أو البقر أو البذر له (والباقي للآخر) ، فهي بالتقسيم العقلي سبعة أوجه؛ لأنه إذا كان من أحدهما أحدها والثلاثة من الآخر، فهي أربعة، وإذا كان من أحدهما اثنان واثنان من الآخر فهي ثلاثة، ومتى دخل ثالث، فأكثر بحصة فسدت، وإذا صحت، فالخارج على الشرط ولا شيء للعامل إن لم يخرج شيء---(قوله فهذه الثلاثة جائزة)؛ لأن من جوزها إنما جوزها على أنها إجارة، ففي الأولى يكون رب البذر والأرض مستأجرا للفاعل وبقره تبعا له لاتحاد المنفعة؛ لأن البقر آلة له؛ كمن استأجر خياطا ليخيط له بإبرته، وفي الثانية يكون رب البذر مستأجرا للأرض بأجر معلوم من الخارج، فتجوز كاستئجارها بدراهم في الذمة وفي الثالثة يكون مستأجرا للعامل وحده. والأصل فيها أن صاحب البذر هو المستأجر، وتخرج المسائل على هذا كما رأيت زيلعي ملخصا---(قوله وبطلت في أربعة أوجه إلخ) أما الأول؛ فلأن رب البذر استأجر الأرض، واشتراط البقر على صاحبها مفسد للإجارة، إذ لا يمكن جعل البقر تبعا للأرض لاختلاف المنفعة؛ لأن الأرض للإنبات والبقر للشق، وأما الثاني؛ فلأن الأرض لا يمكن جعلها تبعا

دار الافتاء

لعمله كذلك. وأما الثالث فقالوا هو فاسد وينبغي أن يجوز قياسا على العامل وحده أو الأرض وحدها. والجواب أن القياس أن لا تجوز المزارعة لما فيها من الاستئجار ببعض الخارج، وإنما ترك بالأثر وهو ورد في استئجار العامل أر الأرض فيقتصر عليه. وأما الرابع فلما ذكرنا في الثاني زيلعي ملخصا۔۔۔ وفي الكفاية: واعلم أن مسائل المزارعة في الجواز والفساد مبنية على أصل وهو أنها تنعقد إجارة وتتم شركة، وإنما تنعقد إجارة على منفعة الأرض أو العامل، ولا تجوز على منفعة غيرهما من بقر وبذرا.

وفیه ایضاً(281/6)

(و) اعلم أن (نفقة الزرع) مطلقا بعد مضي مدة المزارعة (عليهما بقدر الحصص) وأما قبل مضيها فكل عمل قبل انتهاء الزرع كنفقة بذر ومؤنة حفظ وكري نهر على العامل ولو بلا شرط، فإذا تناهى بقي مالا مشتركا بينهما، فتجب عليهما مؤنته كحصاد ودياس،۔۔۔ (قوله مطلقا) أي سواء احتيج إليها قبل انتهاء الزرع أو بعده ح (قوله بعد مضي مدة المزارعة) الذي أحوجه إلى هذا التقييد فصل المصنف بينه وبين قوله فإن مضت المدة، ولو وصله به كغيره لم يحتج إلى ذلك (قوله عليهما)؛ لأنها كانت على العامل لبقاء العقد؛ لأنه مستأجر في المدة، فإذا مضت المدة انتهى العقد، فتجب عليهما مؤنته على قدر ملكهما؛ لأنه مشترك بينهما منح (قوله كنفقة بذر) أي بذره في الأرض، وحمله إلى موضع إلقائه ط (قوله كحصاد) بفتح الحاء وكسرها، وكذا الرفاع: وهو جمع الزرع إلى موضع الدياس: أي الدراس، وهذا الموضع يسمى الجرن والبيدر سائحاني (قوله وحمل عليه أصل صدر الشريعة) حيث قال: وبهذا ينكشف لك أن قول صدر الشريعة فالحاصل أن كل عمل قبل الإدراك، فهو على العامل محمول على ما إذا كان قبل مضي مدة المزارعة ليتصور بقاء العقد واستحقاق العمل على العامل، إذ لو مضت، فلا عقد ولا استحقاق (قوله فإن شرطاه) الضمير راجع إلى نفقة الزرع لا مطلقا بل النفقة المحتاج إليها بعد الانتهاء، ففي الكلام شبه الاستخدام اهـ.

وفی الهدایه(426/4)مط:شرکت علمیه

وإن كان الأرض لواحد والعمل والبقر والبذر لواحد جازت" لأنه استئجار الأرض ببعض معلوم من الخارج فيجوز كما إذا استأجرها بدراهم معلومة "وإن كانت الأرض والبذر والبقر لواحد والعمل من آخر جازت" لأنه استأجره للعمل بآلة المستأجر۔۔۔ قال: "ولا تصح المزارعة إلا على مدة معلومة" لما بينا "وأن يكون الخارج شائعا بينهما" تحقيقا لمعنى الشركة "فإن شرطا لأحدهما قفزانا مسماة فهي باطلة" لأن به تنقطع الشركة لأن الأرض عساها لا تخرج إلا هذا القدر، فصار كاشتراط دراهم معدودة لأحدهما في المضاربة،".

وفی بدائع الصنائع(262/5)مط:انوار القرآن

وأما الذي يرجع إلى مدة المزارعة فهو أن تكون المدة معلومة، فلا تصح المزارعة إلا بعد بيان المدة؛ لأنها استئجار ببعض الخارج، ولا تصح الإجارة مع جهالة المدة.

وفیه ایضاً(264/5)

منها): أن كل ما كان من عمل المزارعة مما يحتاج إليه لإصلاحه فعلى المزارع؛ لأن العقد تناوله وقد بيناه. (ومنها): أن كل ما كان من باب النفقة على الزرع من السرقين وقلع الحشاوة، ونحو ذلك فعليهما على قدر حقهما، وكذلك الحصاد والحمل إلى البيدر والدياس وتذريته، لما ذكرنا أن ذلك ليس من عمل المزارعة حتى يختص به المزارع.

دار الإفتاء

وفی فقه الاسلامی وادلته(4695/6)مط:رشیدیه

كل ما كان من عمل المزارعة مما يحتاج الزرع إليه لإصلاحه، كنفقة البذر ومؤنة الحفظ، فعلى المزارع، لأن العقد تناوله. كل ما كان نفقة على الزرع، كالسماد وقلع الأعشاب والحصاد والدياس، فعلى العاقدين على قدر نصيبهما من الناتج.

"للمسئلة الثانیه"

کما فی المعجم الکبیر للطبرانی(321/9)مط:ابن تیمه

9609- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «الصَّفْقَةُ فِي الصَّفْقَتَيْنِ رِبًا».

وفی بدائع الصنائع(262/5)مط:رشیدیه

(ومنها): أن يشترط صاحب الأرض على المزارع عملا يبقى أثره ومنفعته بعد مدة، فالمزارعة كبناء الحائط والسرقند واستحداث حفر النهر ورفع المسناة ونحو ذلك مما يبقى أثره ومنفعته إلى ما بعد انقضاء المدة؛ لأنه شرط لا يقتضيه العقد.

وفی الهدایه(425/4)مط:شرکت علمیه

"والرابع: بيان من عليه البذر" قطعا للمنازعة وإعلاما للمعقود عليه وهو منافع الأرض أو منافع العمل. "والخامس: بيان نصيب من لا بذر من قبله" لأنه يستحقه عوضا بالشرط فلا بد أن يكون معلوما، وما لا يعلم لا يستحق شرطا بالعقد.

وفی تبیین الحقائق(131/5)مط:امدادیه

(وإن شرط أن يثنيها أو يكري أنهارها أو يسرقنها أو يزرعها بزراعة أرض أخرى لا كإجارة السكنى بالسكنى) لأن أثر التثنية وكري الأنهار والسرقنة يبقى بعد انقضاء مدة الإجارة فيكون فيه نفع صاحب الأرض وهو شرط لا يقتضيه العقد فيفسد كالبيع ولأن مؤجر الأرض يصير مستأجرا منافع الأجير على وجه يبقى بعد المدة فيصير صفقة في صفقة وهو مفسد أيضا لكونه منهيا عنه حتى لو كان بحيث لا يبقى لفعله أثر بعد المدة بأن كانت المدة طويلة أو كان الريع لا يحصل إلا به لا يفسد اشتراطه لأنه مما يقتضيه العقد؛ لأن من الأراضي ما لا يخرج الريع إلا بالكراب مرارا وبالسرقنة، وقد يحتاج إلى كري الجداول ولا يبقى أثره القابل عادة بخلاف كري الأنهار؛ لأن أثره يبقى إلى القابل عادة وفي لفظ الكتاب إشارة إليه حيث قال كري الأنهار؛ لأن مطلقه يتناول الأنهار العظام دون الجداول.

واللہ اعلم بالصواب

محمد عمران اللہ وعبد اللہ ذیشان عفا اللہ عنہما

دار الافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی

14/جمادی الثانی/1442ھ

28/جنوری/2021ء

الجواب صحیح

احسان اللہ عفا اللہ عنہ

۱۴/۶/۱۴۴۲ھ

الجواب صحیح

بندہ **محمد یونس** عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ اشرف المدارس

14/جمادی الثانی/1442ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد اللہ سلیم عفا اللہ عنہ

۱۶/۶/۱۴۴۲ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۲۲-۱۷۱

مورخہ ۲۱/۶/۱۴۴۲ھ

26.2.2021